Fikr-o-Nasar (Islamabad) 28-29:4,1-2 (1991)

اندلسی ادب کے بنیادی مصادر

ڈاکٹر احسان الحق

یہ بات تاریخی طور پر معلوم ہے کہ علمائے اندلس اپنے علوم و آداب اور تاریخ کی تدوین کی طرف دیر سے متوجہ ہوئے ۔ چنانچہ کسی اندلسی عالم کی پہلی معلوم کتاب ,, کتاب القضاۃ بقرطبۃ،، ہے۔ جس کے مؤلف محمد بن حارث الخشنی المتوفی ۳۶۰ ھ ھیں ۔ یہ اصلاً اندلسی نہ تھے بلکہ ان کا تعلق قیروان تونس سے تھا ۔ انھیں علم وادب کے شائق خلیفہ حکم المستنصر بن عبدالرحمن الناصر نے قرطبہ آنے کی دعوت دی تھی ۔ حکم کی لائبریری (مکتبہ مستنصریہ) چار لاکھ کتابوں پر مشتمل تھی ۔ علوم و آداب کے تمام ھی موضوعات پر اس میں کتابیں موجود تھیں ۔ اس عہد میں قرطبہ اطراف واکناف عالم کا ثقافتی مرکز تھا ۔ خلیفہ نے محمد بن حارث الخشنی کو تصنیف وتالیف کی جملہ سہولتیں مہیا کیں ۔ اور خلیفہ ھی کی خواھش پر الخشنی نے ,,کتاب القضاۃ،، تالیف کی (۱) ۔ اسی عہد کی دوسری مشہور تالیف ,,تاریخ افتتاح الاندلس،، ہے۔ اس کے مؤلفّ مشہور اندلسی الاصل عالم ابوبکر محمد القرطبی المعروف بابن القوطیہ المتوفی ۳٦۷ھ ھیں ۔ یہ کتاب فتح اندلس سے ۳۰۰ ھ امیر عبداللہ اموی اندلسی کی وفات تک کی تاریخ پر مشتمل ہے۔ ابن القوطیہ عربی زبان وادب کے بڑے عالم تھے ۔علوم دینیہ سے بھی شغف تھا ۔ البتہ بعض تاریخی روایات کے بیان میں احتیاط کا دامن چھوڑ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیتے ھیں اور اپنی قوم اندلسیوں قوطیوں کے ذکر میں پرجوش ھو جاتے ھیں ۔ اور اھل عرب کی تنقیص سے نہیں چوکتے ۔ چنانچه اندلسی بادشاھوں کی عظمت کا دل کھول کر ذکر کرتے ھیں جب که عرب حکمرانوں کو ان کا صحیح مقام دینے میں بخل سے کام لیتے ھیں ۔ تاریخ افتتاح الاندلس کے بارے میں یه بھی کہا جاتا ہے که اس کی نسبت ابن القوطیه کی طرف درست نہیں بلکه یه ان کے کسی شاگرد کی تصنیف ہے ۔ کیونکه کتاب میں جابجا یه عبارات ملتی ھیں ۔ قال شیخنا ابوبکر اور قال ابن القوطیه ۔ اس شبه کو مزید تقویت اس بات سے بھی ملتی ہے ۔ که ابن الفرضی نے اپنی مشہور معجم ,,تاریخ العلماء والرواۃ للعلم بالاندلس ،، میں ابن القوطیه کی تصنیفات میں اس تصنیف کا ذکر نہیں کیا (۲) ، جبکه ابن الفرضی موصوف کا شاگرد تھا ۔

ادب اندلسی اور تاریخ اندلس کے ابتدائی مصادر میں اگر ھم غوروفکر کریں ۔ تو ایک بڑا نام احمد بن عبد ربه المتوفی ۳۲۸ ھ کا ہے ۔ ان کی مشہور تصنیف ,,العقد الفرید،، آج بھی اپنے موضوع پر اھل علم کا مرجع ہے ۔ اگرچه یه مشرق کے ادبی و فکری سرمایه کا خزینه ہے ۔ اور اندلس اس کا موضوع نہیں ہے ۔ تاھم مصنف اندلس کے خلفا اور ان کی علمی خدمات کا تذکرہ متعدد مقامات پر کرتے ھیں(۳) ۔
اس عہد کے چند اور اھم مؤلفین میں احمد بن محمد الرازی المعروف ابن لقیط الکاتب المتوفی ۳۴۴ ھ ھیں ۔ جنھوں نے ,,وصف الاندلس،، لکھی اور عریب بن سعد القرطبی کا ہے جنھوں نے ,,مختصر تاریخ الطبری،، کے ساتھ تاریخ المغرب والاندلس کا اضافه کیا ۔ اسی طرح عیسی بن احمد الرازی القرطبی کی ,,تاریخ الاندلس،، اور ابوالولید عبداللہ بن محمد بن یوسف الازدی القرطبی المتوفی ۴۰۳ھ

کی ,,تاریخ علماء الاندلس،، اور ابن الفرضی کی تاریخ العلماء والرواۃ للعلم بالاندلس،، قابل ذکر ہیں ۔ ان اواخر الذکر کتابوں میں ابن الفرضی کی کتاب کو چھوڑ کر باقی کتابیں مفقود ہیں صرف ان کے نام اور تذکرے ملتے ہیں (۴) ۔ ابن الفرضی کے اندلسی ہونے اور مذکور کتاب کی ان کی طرف نسبت میں کوئی شک نہیں ۔ مؤلف دقیق مؤرخ ، علوم حدیث و فقہ کے حافظ ، ادیب و شاعر اور قاضی تھے ۔ اس کے علاوہ آپ کی تصانیف میں ,,المؤتلف والمختلف ،، اور ,,المتشابہ فی أسماء الحدیث وکناھم،، اور اخبار شعراء الاندلس،، قابل ذکر ہیں (۵) ۔ تیسری صدی ھجری کے مؤلفین میں عبدالملک بن حبیب الالبیری المتوفی ۲۳۸ھ کا نام بھی قابل ذکر ہے۔ ان کی کتاب ,, کتاب خلق الدنیا،، ہے۔ جو مصنف کی نسبت سے ,,تاریخ عبدالملک بن حبیب الالبیری ،، بھی کہلاتی ہے ۔ عبدالملک بن حبیب اندلسی تھے ، طلب علم میں مصر آئے اور طویل عرصہ تک فسطاط میں علمائے مصر سے کسب فیض اور مذکور کتاب کی تالیف کی ۔ آخری ایام میں قرطبہ واپس چلے گئے ۔ اور وہیں وفات پائی (٦) ۔

تیسری اور چوتھی صدی ھجری کے ان ابتدائی مصادر کے بعد ادب اندلسی اپنے دور عروج میں داخل ہوتا ہے۔ بعد کی چار صدیوں کے مصادر پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ادبی تالیفات کی دو واضح قسمیں ہو جاتی ہیں ۔

۱ ۔ خالص ادبی تالیفات

۲ ۔ کتب تاریخ وتراجم

پہلی قسم کی تالیفات میں مؤلفین صرف ادباء اور ان کی تخلیقات شعریہ ونثریہ اور ذاتی حالات بیان کرتے ہیں ۔ اور اس قسم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی تالیفات بہت کم ھیں ۔ جبکہ دوسری قسم کی تالیفات جن کا موضوع بنیادی طور پر تاریخ و تراجم ہے ، نصوص شعریه اور تذکرہ ھائے شعراء سے بھری ھوئی ھیں ۔ کیونکه ان کے مؤلفین بادشاہ و امراء، وزراء اور قضاۃ بیشتر ادیب ھوتے تھے ۔ لہذا وہ تاریخ و تراجم بیان کرتے ھوئے شخصیات کے ادبی پہلوؤں سے صرف نظر نہیں کر سکتے تھے ۔ اس قسم کی اندلسی ادبی تالیفات کی تعداد نسبتاً بہت زیادہ ہے ۔ ابو نصر الفتح بن خاقان المتوفی ۵۲۹ ھ کی قلائد العقیان اور مطمح الانفس اور ابو الحسن علی بن بسام الشنترینی المتوفی۵۴۳ھ کی ,, الذخیرہ فی محاسن اهل الجزیرۃ،، اور ابوالحسن علی بن موسی بن سعید المتوفی ٦٨٥ ھ کی ,,اَلْمُغرِبْ فی حلی المَغرب ،، اور لسان الدین ابن الخطیب المتوفی ٦٧٧ھ کی الکتیبة الکامنة فی شعراء المائة الثامنة اور احمد المقری المتوفی ۱۰۴۱ھ کی نفح الطیب اس دوسری قسم کی تالیفات کی بہترین مثالیں ھیں ۔ مقری کی نفح الطیب نے اندلسی ادب و شعر کا کمیت و کیفیت کے لحاظ سے سب سے زیادہ احاطه کیا ہے ۔ لہذا ان تصنیفات میں یه ممتاز مقام رکھتی ہے ۔ اندلسی ادب کے ان بنیادی مصادر کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے ۔

۱ ۔ قلائد العقیان اور مطمح الأنفس :

اس کتاب میں فتح ابن خاقان نے اپنے ۵۸ هم عصرشعراء، وزراء، رؤساء اور امراء کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے شعری ونثری نمونے پیش کئے ھیں ۔ مؤلف نے اپنی کتاب کی تالیف میں نہایت دلچسپ بلکه شاطرانه طریقه اختیار کیا ۔ اس نے تمام بادشاھوں ، وزراء اور اعیان سلطنت کو خطوط بھیجے که وہ ایک عظیم ادبی تالیف کا ارادہ رکھتا ہے ۔ لہذا وہ اسے اپنے شعری اور نثری منتخبات بھیجیں ۔ چنانچه

جن شخصیتوں نے اپنے ادبی کارنامے مؤلف کو مال و اسباب اور تحائف کے ساتھ ارسال کئے ۔ مؤلف نے ان کی خوب خوب مدح کی اور جنھوں نے بخل سے کام لیا ان کی خوب مذمت کی ۔ ابوبکر بن باجه المعروف ابن الصائغ جیسے لائق و فائق وزیر کو عرش سے فرش پر پھینک دیا ۔ کیونکه اس نے اس کے خط کو درخور اعتنا سمجھا ، اور نه اس کے ساتھ احسان کا معامله کیا (۷) ۔ اس کے برعکس اس نے ابوالعلا بن صہیب جیسے گم نام کی تعریف کرکے اسے ابن باجه کا هم پلّه بنا دیا ۔ کیونکه ابوالعلا نے اسے خوب نوازا تھا ۔ فتح ابن خاقان کی اس کمزوری کے باوجود کتاب کی ادبی اهمیت کم نہیں هوتی ۔ یه پانچویں صدی هجری کے نصف ثانی اور چھٹی صدی هجری کے نصف اول کے اندلسی شعراء کے حالات وادبی خدمات کی بهترین دستاویز ہے۔ فتح نے اپنی اس کتاب کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

پہلا حصه ملوک و رؤساء کے لئے مختص ہے جس میں معتمد ابن عباد اور المتوکل المظفری جیسی شخصیات اور ان کی ادبی خدمات کا تذکره ملتا ہے۔

دوسرا حصه وزراء کا ہے۔ جس میں ابوالولید احمد بن زیدون ، ابوبکر بن عمار اور ابوالحسن بن الحاج جیسے چوٹی کے شعرا کا ذکر ہے۔

تیسرا حصه علماء و فقہاء اور قضاة کے لئے ہے جن میں ابوامیه ابراهیم بن عصام قاضی مشرق اور امام الحافظ ابوبکر بن عطیه جیسے ائمه کا ذکر ملتا ہے۔

چوتھا اور آخری حصه ان بلند پایه شعراء اور شخصیات کے لئے مختص ہے جن کے علمی کارناموں میں ادب کا پهلو نمایاں ہے۔ ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں ابواسحاق بن خفاجه ، ابوبکر الدانی المعروف ابن اللبانه اور ابو محمد بن ساره الشنترینی قابل ذکر ھیں ۔

مطمح الأنفس ومسرح التأنس فی مدح اهل الاندلس :

یه طویل نام فتح بن خاقان کی دوسری تالیف ہے ۔ یه ۹٦ (چھیانوے) شعراء کے تذکرہ پر مشتمل ہے ۔ اس کی خصوصیت یه ہے که یه کسی زمنی عرصه پر محدود نهیں ہے ۔ مؤلف ان تمام شعراء کا تذکرہ کرتا ہے ۔ جو سرزمین اندلس میں کسی بھی عهد میں گزرے هوں ۔ چنانچه اس کتاب میں همیں احمد بن عبد ربه کا تذکرہ ملتا ہے ۔ جو تیسری صدی هجری کی شخصیت هیں ۔ اور فقیه منذر بن سعید البلوطی ، ابو عمر یوسف بن هارون المعروف بالرمادی اور محمد بن هانی کا تذکرہ جو چوتھی صدی هجری کی شخصیات هیں ۔ اس کتاب میں اور قلائد العقیان میں فرق یه ہے ۔ که قلائد ایک خاص عهد تک محدود ہے جبکه مطمح میں کسی خاص عهد کی پابندی نهیں ہے ۔ بلکه شاعر کے شعری سفر کے آغاز اور اندلس میں اس کی شهرت کے پهلو کو پیش نظر رکھا گیا ہے ۔ مؤلف اپنی اس کتاب کو تین اجزاء میں تقسیم کرتا ہے ۔ پهلا جز غرر الوزراء و تناسق درر الکتاب والبلغاء » ہے ۔ دوسرا جز ,, محاسن أعلام العلماء وأعیان القضاة والفقهاء » ہے ۔ اور تیسرا جز سرد محاسن الادباء النوابغ النجباء پر مشتمل ہے ۔ کتاب مطمح الأنفس اپنے حجم میں مختصر هونے کے باوجود نادر معلومات اور قصائد پر مشتمل ہے ۔ اس کتاب کی تدوین میں فتح بن خاقان میدانی تحقیق (Field Study) کے ماهر کے طور پر ابھرتے هیں اور ان کی دی هوئی معلومات تاریخی اهمیت اختیار کر جاتی هیں ۔ جو همیں کسی دوسرے اندلسی ادبی مصدر میں نهیں ملتیں ۔ دونوں کتابوں کے ظاهری عیوب میں نمایاں یه ہے که مؤلف

شعراء کے تذکرہ میں ان کی تاریخ پیدائش و وفات کا اہتمام نہیں کرتے (۸) ۔

الذّخیرۃ فی محاسن اھل الجزیرۃ :

علماء اندلس کی مشہور ترین تالیفات میں کتاب ,,الذخیرۃ،، کا شمار ھوتا ہے۔ اس کے مؤلف علی بن بسام الشنترینی ھیں ۔ شنترین مغربی اندلس کا ایک حصہ ہے۔ جو مؤلف کا مولد و مسکن تھا ۔ اب یہ شہر سنتریم(Santarem)کہلاتا ہے ۔ ابن بسام نے مسیحی ھسپانیوں کے حملوں سے تنگ آکر اپنا خوبصورت شہر چھوڑا اور اشبیلیہ قیام پذیر ھوا ۔ جہاں یہ عظیم کتاب تالیف کی اور یہیں ۵۴۲ھ میں وفات پائی ۔ ابن بسام نے اشبیلیہ میں پر مشقت اور محرومی کا دور دیکھا ۔ اس لئے کہ اشبیلیہ علم دوست شہر نہ تھا ۔ (قرطبہ کے برعکس) ۔ مؤلف کو طرح طرح کے حاسدین اور سازشیوں سے واسطہ رھا ۔ جبکہ اس نے اپنے آبائی شہر میں نہایت آرام و راحت کا وقت گزارا تھا ۔

الذخیرہ کی خصوصیات :

یہ کتاب صرف پانچویں صدی ھجری کے شعری و نثری ادب اور شعرا کے حالات سے بحث کرتی ہے۔ یہ صدی اندلسی ادب و ثقافت کے عروج کی صدی تھی ۔ لہذا ابن بسام نے اپنی تالیف کو صرف اس صدی کے شعرا و ادبا کے تذکرہ تک محدود رکھا ۔ فتح کی قلائد العقیان کے مقابلہ میں ابن بسام الذخیرہ میں زیادہ وسیع النظر اور گہری تحقیق کا حامل نظر آتا ہے۔ آراء و نتائج کے اظہار میں موضوعیت کا دامن ھاتھ سے نہیں جانے دیتا ۔ اس کتاب کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ یہ تاریخ و ادب کا حسین امتزاج پیش کرتی ہے۔ تاریخ و ادب ایک دوسرے کے مقاصد کی تکمیل کرتے نظر آتے ھیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گویا یہ کتاب تاریخ کے محقق اور ادب کے شائق کی یکساں ضرورت ہے۔ تنقیدی نظر سے دیکھا جائے تو صاف طور پر محسوس ہوتا ہے کہ ابن بسام اندلسی ادیبوں اور شاعروں کو مشرق کے شعرا و ادباءپر بے جا طور پر فوقیت دیتے ہیں ۔ جب کہ اندلس کے آسمان میں بعض ستاروں کی چمک کے باوجود مشرق کے شعراءکی عظمت اور ان کے اساتذہ ہونے میں کوئی شک نہیں ۔ مشارقه سے ابن بسام کے اس تعصب کے باوجود الذخیرہ کا آخری باب ان شعراءو ادباءکے لئے ہے جو مشرق سے اندلس آئے اور انہوں نے یہاں عارضی یا مستقل قیام کیا۔ بلکه اس سے آگے بڑھ کر ابن بسام ان مشارقه کا ذکر کرتا ہے۔ جن کے قدموں نے ارض اندلس کو سرے سے نہیں چھؤوا ۔ ان حضرات کے تذکرہ میں ابن بسام پانچویں صدی ھجری میں محدود رهنے کی شرط بھی اپنے لئے نرم کر لیتا ہے اور چوتھی صدی ھجری کے شریف رضی ، مہیار الدیلمی اور ابو منصور ثعالبی کا تذکرہ کھلےدل کے ساتھ کرتا ہے۔ منهجی نقطۂ نظر سے ابن بسام کا یہ انداز کتنا ھی معیوب کیوں نه ہو علمی لحاظ سے یہ بہت مفید ثابت ہوا که مشرقی ادباء و شعراء کا تذکرہ کثیر صفحات میں محفوظ ہو گیا (۹) ۔

ابن بسام مشارقه کی تنقیص کے باوجود ان سے متأثر نظر آتا ہے چنانچه الذخیرہ کی ترتیب و تدوین ثعالبیکی یتیمه الدهر کی تصویر ہے۔ ثعالبی نے اپنی کتاب کو چار اجزا میں تقسیم کیا ۔ پہلا جز شام (آل حمدان) موصل، مصر ، مراقش، اور اندلس کے شعراء و ادباء پر مشتمل ہے۔ دوسرا جز اهل عراق اور دیلمی سلطنت کے شعراء و ادباء پر مشتمل ہے ۔ تیسرا باب جرجان و طبرستان واصفهان کے وزراء ومصنفین قضاة اور شعراءپر مشتمل ہے ۔ اور چوتھے جز میں اهل خراسان وماوراء النهر کے ادباء کا تذکرہ ہے۔

ابن بسام الذخیرہ میں یہی منہج اپنائے ہوئے کتاب کو چار ابواب میں تقسیم کرتے ہیں۔

پہلا باب قرطبہ اور وسطی اندلس کے شعراء و ادباء کے حالات اور ان تاریخی واقعات کے لئے مختص ہے جو ان علاقوں میں وقوع پذیر ہوئے۔

دوسرا باب مغربی اندلس پر ہے۔ جس میں اشبیلیہ اور اس سے متصل بحر روم کے ساحل کے علاقوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ تیسرا باب مشرقی اندلس کے لئے اور چوتھا باب اندلس میں پانچویں صدی میں وارد ہونے والے شعراء و ادباء کے لئے مخصوص ہے۔ اسی باب میں ان افریقہ و شام وعراق کے شعراء وادباء کا بھی تذکرہ ہے جن کے قدم ارض اندلس تک نہیں پہنچے لیکن ان کی شہرت آسمان اندلس تک ضرور پہنچی اور وہ وہاں کی ادبی وشعری محافل کا موضوع سخن رہے۔ بہرحال قلائد العقیان اور مطمح الأنفس کی طرح الذخیرہ بھی اندلسیات کے بنیادی مصادر میں سے ہے۔ بعد کے مؤلفین نے ان سے استفادہ کیا صرف کتاب ,,المُغرِبْ فی حلی المغرب،، نے تقریباً نوے سے زائد مقامات پر الذخیرہ کا حوالہ دیا ہے (۱۰)۔

اَلْمُغْرِبْ فی حُلَی الْمَغرِب :

اندلس کی ادبی تراث میں یہ تالیف اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد تالیف ہے۔ اس کتاب نے شرق و غرب اندلس بلکہ ہر چھوٹے بڑے شہر کے امراء و وزراء ، مؤلفین و شعراء ، فقہاء و زہّاد کے حالات و علمی خدمات کو جمع کر دیا ہے۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ اس کتاب کی تالیف ایک سو پندرہ سال میں ہوئی۔ یہ کسی ایک عالم کی تصنیف نہیں بلکہ چھ علماء کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ جن میں سے چار یکے بعد دیگرے وزیر تھے۔ پہلے مؤلف ابو محمد عبداللہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الحجاری ھیں ، اور باقی پانچ کا تعلق آل سعید سے ہے۔ ان میں پہلے فرد عبدالملک بن سعید ھیں ان کی کوششوں کو ان کے دو بیٹوں ابو جعفر احمد اور محمد نے جاری رکھا ۔ پھر موسی بن محمد اور علی بن موسی نے اس عظیم تالیف کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ۔ یہ اپنی نوع کی منفرد تالیف اس اعتبار سے ہے کہ خاندان کے ایک فرد نے اسے شروع کیا پھر بیٹوں اور پوتوں نے اسے تکمیل تک پہنچایا ۔ اس کتاب کی تالیف کا آغاز اس طرح ھوا کہ ابو محمد عبداللہ بن ابراھیم الحجاری جب آل سعید کے گورنر عبدالملک بن سعید کے قریب ھوا اور اس کی مدح میں قصیدہ کہا تو ابن سعید ۔ الحجاری کی ادبی و شعری صلاحیتوں سے اتنا متأثر ھوا کہ اس نے یہ خواھش کی کہ لطیف اشعار اور اچھوتی نثر کا ایک مجموعہ مرتب کیا جائے ۔ چنانچہ الحجاری نے ابن سعید کے لئے ,,المسھب فی غرائب المغرب،، کتاب لکھی جسے اس نے فتح اندلس سے شروع کرکے اپنے عہد ۵۳۰ ھ تک مکمل کیا (۱۱) ۔ چنانچہ عبدالملک بن سعید نے اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ۔ پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ اس تالیف کو وسعت دی جائے اور الحجاری سے جو کچھ چھوٹ گیا ہے اسے بھی اس میں شامل کر دیا جائے ۔ یہ کام جاری ھی تھا کہ عبدالملک بن سعید کا انتقال ھو گیا ۔ پھر اس کے بیٹوں اور پوتوں نے اس علمی کاوش کو جاری رکھا ۔ اور یوں تقریباً ۶۵۲ ھ میں اس عظیم تالیف کی تکمیل علی بن موسی کے ھاتھوں انجام پائی ۔ عبدالملک بن سعید کی اولاد میں علی بن موسی اور ان کے والد موسی بن محمد کا حصہ سب سے زیادہ رھا ۔

اَلْمُغْرِبْ کی خصوصیات :

کتاب کا وہ حصہ جو اندلسی ادب سے بحث کرتا ہے۔ اٹھارہ ابواب میں تقسیم ھوتا ہے۔ ھر باب ایک ,,مملکۃ،، کہلاتا ہے۔ مثلاً

,,الحلّة المذهبة فی حلی مملکة قرطبة ،، گویا ہر بڑے شہر کے ادباء و شعراء و دیگر علمی شخصیات کے لئے ایک باب مخصوص ہے۔ اس کے بعد ہر مملکت متعدد ضلعوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ جیسے الحلة الذهبية فی الكورة القرطبية ،، یا ,,الكواكب الدرية فی حلی كورة القبرية ،، پھر ہر ضلع کی بھی ذیلی تقسیمیں کیں ۔ مثلاً الكورة القرطبية کے تحت الصبيحة الغرّاء فی حلی حضرة الزهراء اور البدائع الباهرة فی حلی حضرة الزاهرة وغیرہ ذیلی عنوانات ہیں ۔

اندلسیات کے ساتھ ساتھ کتاب کا ایک جز افریقہ کے لئے اور ایک مصر کے لئے مخصوص ہے اور ان علاقوں کے بلاد و امصار کے شعراءو ادباءکا تذکرہ بھی اسی شرح و بسط کے ساتھ کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اہل اندلس کا ۔ اس عظیم تالیف میں ٦٢٧ اندلسی شعراءکا تذکرہ ہے۔ جن کا تعلق عبدالرحمن الداخل کے عہد سے لیکر علی بن موسی کتاب کے آخری مؤلف کے عہد تک ہے۔ گویا یہ دوسری صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک کے علمی و ادبی وشعری اندلس کا مرقع ہے۔ کتاب اپنی زمانی اہمیت کے ساتھ ساتھ وسعت مکانی میں اندلس کے کونہ کونہ بلکہ اندلس سے متصل جزیرے میورقہ اور منورقہ تک کے شعراء و ادباء کا احاطہ کرتی ہے (١٢) ۔

مؤلفین نے اندلس کے ان شہروں پر جو علم و ادب کا مرکز تھے خصوصی توجہ کی ۔ مثلاً قرطبہ کے ١٥٧ ، اشبیلیہ کے ٩٧ ، البیرہ کے ٦٩ اور طلیطلہ کے ٣٠ شعرا کا تذکرہ کیا ۔ ان شعراءکا تعلق مختلف طبقات سے تھا ، مثلاً والیان سلطنت میں معتضد بن عباد اور اس کا بیٹا معتمد بن عباد متوکل بن مظفر اور معتصم ابن صمادح جیسے شعراء و ادباء ہیں ۔ وزراء میں ابن زیدون ، ابن عمار اور ابن عبدون جیسی ادبی شخصیات ہیں ۔ شعراءو ادباء کے علاوہ علمائے لغت و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طب ، موسیقاروں، زاھدوں اور فقیہوں کا تذکرہ بھی ہے۔ مؤلفین نے اھل علم خواتین کے تذکرے سے بھی غفلت نہیں برتی۔ مثلاً حمدونہ بنت زیاد، ولاّدة بنت المستکفی ، مہجه بنت التیانی ، نزھون بنت القلاعی جیسی بلند پایہ شعرا خواتین کا تذکرہ ملتا ہے۔ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم ادیبوں اور شاعروں سے بھی صرف نظر نہیں کیا گیا۔ اسحاق بن شمعون الیہودی ، حسدای بن یوسف بن حسدای الاسرائیلی اور قسمونه بنت اسماعیل الیهودیة کا تذکرہ موجود ہے۔ نصاری میں ابن المرعزّ الاشبیلی اور ابن غرسیه جیسے نثرنگار اور شعراءھیں۔ غرضیکه یه کتاب اندلس کے مردوں، عورتوں، عرب و بربر یہود ونصاری، اعیان سلطنت اور عامة الناس کے علمی و ادبی ذوق کی چلتی پھرتی تصویر ہے۔ یه کتاب اندلس کی ادبی و شعری کارگزاریوں کی سرگزشت ھی نہیں بلکه تاریخ کے حوادث انقلابات سیاست اور پرآشوب ایام زمانه کی داستان بھی ہے۔ اسی طرح یه کتاب اندلس میں اموی حکمرانی ان کے جنگی کارنامے و سفارتی تعلقات ، مرابطین وموحدین کی حکومتیں اور ان کی فتح و شکست کی داستانوں کی تحقیق کا مستند ذریعه ہے۔ مختلف ملکوں کی جغرافیائی حد بندیوں کی وضاحت نے اسے جغرافیا کے میدان میں بھی اھم بنا دیا ہے۔

اس کتاب کے مصادر میں الحجاری کی ,,المسهب،، (جو کتاب کی وجه تالیف ہے) ابن حیان القرطبی کی ,,المقتبس،، ابن حزم کی ,,نقط العروس،، اور ابن بسام کی ,,الذخیرة،، فتح بن خاقان کی قلائد العقیان اور مرسی الضبی کی ,,بغیة الملتمس،، اور حمیدی کی ,,جذوة المقتبس،، اور ابن اللّبانه کی ,,سقیط الدّرر ولقیط الزهر،، اور ابن الامام کی ,,سمیط الجمان،، اور ابن دحیه کی ,,المطرب من اشعار

المغرب،، اور ابن غالب کی ,,فرحة الانفس،، قابل ذکر ھیں ۔ مؤلفین مشرقی مراجع سے بھی بلاتکلف استفادہ کرتے ھیں ۔ اس ضمن میں ثعالبی کی یتیمة الدھر اور عماد الاصفہانی کی خریدة القصر اور کمال بن الشعار کی عقود الجمان قابل ذکر ھیں ۔ غرض یه که المغرب فی حلی المغرب اندلس کی ادبی تراث میں نہایت نمایاں مقام رکھتی ہے ۔ یہ وہ واحد کتاب ہے جس میں تین نسلوں کے علماء نے حصه لیا اور جس کی تالیف سوا صدی تک جاری رھی ۔ ,,المغرب ،، کے علاوہ علی بن موسی کی تالیفات میں رایات المبرزین ، القدح المعلی اور الغصون الیانعه اھم تالیفات ھیں جو تاریخ ادب اندلس کے بنیادی مصادر میں شمار ھوتی ھیں ۔ رایات المبرزین و غایات الممیزین دراصل ,,المغرب،، کا خلاصه یا منتخب مجموعه ہے ۔ جو مؤلف نے والی مصر ابن یغمور کی خواھش پر ترتیب دیا تھا ۔ دوسری کتاب ,,القدح المعلی فی التاریخ المحلی ،، کا صرف تذکرہ ملتا ہے ۔ اصل کتاب موجود نہیں ۔ البته ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ کی ,,اختصار القدح ،، موجود ہے جس سے معلوم ھوتا ہے که یه ستّر ادباء وشعراء کے تذکرہ پر مشتمل تھی ۔ تیسری کِتاب ,,الغصون الیانعة فی محاسن شعراء المائة السابعة ،، مؤلف نے ٦٥٧ ھ میں تونس میں لکھی ۔ اور اس وقت کے امیر المستنصر اول محمد بن یحیی الحفصی کو بطور تحفه پیش کی (۱۳) ۔

کتب تراجم (مختصر تذکروں کی کتابوں) کا ادبی پہلو بھی کسی حیثیت سے کم نہیں ۔ ابن الفرضی کی تاریخ علماء الاندلس پر ابن بشکوال کی تالیف ,,الصلة،، اور ابن الآبار کی ,,الصلة علی التکملة،، اور ابن دحیه کی المطرب فی اشعار اھل المغرب بھی اندلسی تراث میں بنیادی علمی و ادبی مصادر کا درجه رکھتی ھیں ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اندلسی ادب کے ورثه کی ایک اور عظیم تالیف لسان الدین ابن الخطیب کی ,,الکتیبة الکامنة فی من لقیناه بالاندلس من شعراء المائة الثامنة ،، ہے۔ یه ابن الخطیب کا ,,انسانیات،، کے لئے ایک عظیم تحفه ہے۔ یه کتاب ساٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔

ابن الخطیب کا پورا نام محمد بن عبداللہ بن محمد بن سعید السلمانی ہے۔ عربی الاصل تھے۔ قبیله قحطان سے تعلق تھا۔ غرناطه کے قریب لوشه شہر میں ۷۱۳ ھ میں پیدا ہوئے اپنے دادا سعید (جو مشہور واعظ اور خطیب تھے) کے لقب خطیب کی وجه سے ابن الخطیب کہلائے۔ ابن الخطیب نے قرطبه میں شریعت، ففه ، علم لغت و نحو تاریخ اور ادب و شعر کی تعلیم حاصل کی۔ پھر علم فلسفه و طب کی طرف متوجه ہوئے۔ اور اس میں کمال حاصل کیا۔ ۷۴۱ ھ میں والد کی وفات کے بعد ان کی جگه لیتے ہوئے ، شاهی محل میں دیوان الانشاء میں بحیثیت مؤلف و شاعر جگه سنبھالی۔ اس وقت ابن الخطیب کی عمر صرف ۲۸ سال تھی۔ جلد هی انهوں نے اپنی اعلی ادبي و فنی صلاحیتوں کی بنا پر ابو الحجاج یوسف بن اسماعیل کے دربار میں وزیر کا مرتبه حاصل کر لیا۔ اور تمام اهم قسم کی مہمات اور سفارتی معاملات سنبھال لئے۔ جب ۷۵۵ ھ میں سلطان یوسف کا انتقال هوا اور اس کا بیٹا محمد الغنی باللہ اس کا جانشین هوا تو اس نے ابن الخطیب کی مزید عزت افزائی کی۔ لیکن جلد هی محمد الغنی باللہ کے خلاف اس کے بھائی اسماعیل نے بغاوت کر دی۔ چنانچه سلطان اور اس کا وزیر ابن الخطیب بھاگ کر بلاد مغرب پہنچے جہاں بادشاہ نے ان کی خوب خاطر مدارت کی۔ تقریباً ڈھائی سال بعد اسماعیل بن یوسف کے زوال پر سلطان الغنی باللہ اور اس کا لائق وزیر ابن الخطیب دوباره غرناطه روانه هوئے اور حکومت سنبھال

لی ۔ اسی وجه سے یه ذوالوزارتین (دو وزارتوں والے) کہلائے ۔ یه ابن الخطیب کے عروج اور سیاسی کامیابیوں کا دور تھا ۔ لیکن وقت ایک جیسا نہیں رھتا ۔ خود اس کے اپنے شاگرد اور معاون محمد بن یوسف اور ابو عبداللہ بن زمرک الشاعر الوشاح اس کے خلاف ھو گئے ۔ اور ان پر زندقه والحاد کی تہمت لگائی ۔ یہاں تک که ابن الخطیب وزارت و امارت اور غرناطه چھوڑنے پر مجبور ھو گئے ۔ اور دوباره بلاد مغرب (مراقش) چلے گئے ۔ حاسدوں نے اسی پر بس نه کیا ۔ بلکه قاضی القضاۃ ابوالحسن النباھی نے ابن الخطیب کی کتابوں کو جلانے کا حکم دیا ۔ اور زندیق و ملحد ھونے کا فیصله صادر کرتے ھوئے ان کی پھانسی کا حکم دیا ۔ پھر اس حکم کی تنفیذ کا سلطان مراقش سے مطالبه کیا ۔ لیکن سلطان نے اس کی پذیرائی نہیں کی ۔ بلکه یه اقدام ابن الخطیب کی مزید قدر و منزلت کا باعث بنا (۱۴) ۔ لیکن گردش ایام نے ابن الخطیب کا پیچھا ابھی نه چھوڑا تھا ، ایک سال بعد ھی سلطان مراقش عبدالعزیز کا (۷۷۴ھ) میں انتقال ھو گیا ۔ اور اس کا نابالغ بیٹا اس کا جانشین ھوا ۔ اور ابن الخطیب سلطان طفل اور اس کے وزیر ابوبکر بن غازی کے ساتھ تلمسان سے فاس منتقل ھو گئے ۔ اور سیاسی امور کے بجائے تصنیف و تالیف میں مشغول ھو گئے ۔ لیکن جلد ھی سلطان طفل سے حکومت چھن گئی نئی حکومت غرناطه کی حمایت یافته تھی ۔ چنانچه ابن الخطیب کا شاگرد وزیر ابن زمرک انہیں خصوصی طور پر سزا دلانے کے لئے غرناطه سے مراکش آیا ۔ ابن الخطیب پر الحاد کے ارتکاب کا مقدمه چلایا گیا ۔ اور سرعام سزا و ایذا دی گئی ۔ نئی حکومت کے وزیر سلیمان بن داؤد نے اپنے بعض مددگاروں کی مدد سے ابن الخطیب کو جیل میں گلا گھونٹ کر قتل کرایا ، اور پھر اگلے دن ان کی لاش جلا دی گئی ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور یوں ٦٧٧ھ میں تاریخ و سیاست ، وزارت و حکومت اور ادب و شعر کی اس عظیم شخصیت کی زندگی کا باب ختم ہوا ۔ ابن الخطیب نے اندلس کے دیگر شعراء معتمد بن عباد (جب وہ اغمات میں قید تھا) اور ابو عامر شہید (جب وہ لاعلاج مرض میں مبتلا تھا) کی طرح اپنا مرثیہ خود کہا ۔ موت کے انتظار اور زندگی کی ناپائیداری پر اس کے یہ اشعار بقائے دوام پاگئے ۔

بَعُدْنَا وَاِنْ جَاْرَدتنا البیوت
وَ جئنا بوعظ ونحن صُمُوْت
و کنّا عظاما فصرنا عظاما
وکنّا نقوت فها نحن قوت
وکنّا شموس سماء العلا
غربنا فناحت علینا السّموت
وکم سِیق للقبر فی خِرْقَة
فتی مُلِئَتْ مِنْ کساه التّخوت
فقل للعدا : ذهب ابن الخطیب
وفات ، ومن ذا الذی لا یفوت
ومن کان یفرح منهم له
فقل : یفرح الیوم من لایموت (۱۵)

آباد گھروں کی قربتوں کے باوجود ہم ان سے دور ہو گئے ۔
ہم لب کھولے بغیر سراپا عبرت و موعظت بن گئے ۔
ہم ہڈیاں تھے اور ہڈیاں ہو گئے ۔ ہم غذا کھاتے تھے اور اب خود غذا ہو گئے ۔
ہم بلندی کے آسمان کے سورج تھے ۔ جب ہم غروب ہوئے تو آسمان نے ہمارا نوحہ کیا۔

کتنے ھی نوجوان ایک گدڑی میں قبر تک پہنچا دیئے گئے ۔ کہ تخت جن کے پیرھنوں سے بھر جاتے تھے ۔

پس دشمنوں سے کہہ دو کہ ابن الخطیب رخصت ھوا،وفات پا گیا اور کون ہے جو اس دنیا سے گزر نہیں جائے گا ۔

اور جو کوئی اس کی وفات سے خوش ہے ۔ اس سے کہہ دو کہ آج خوش تو وہ ھو ، جسے خود کبھی موت نہ آئے ۔

غرضیکہ ابن الخطیب علم و ادب کا بحر زخّار تھے ۔ اندلسی تہذیب و تمدن کا شجر ثمر دار تھے ۔ تقریباً ساٹھ کتابوں کے مصنف تھے ۔ جو انہوں نے ادب ، تاریخ ، سیاست ، طب ، فقه ، تصوف اور علم کلام وغیرہ پر لکھیں ۔ شاعری میں بھی منفرد اسلوب کے مالک اور موشحات کے ماھر تھے ۔ مختلف موضوعات میں ابن الخطیب کی مشہور تصانیف درج ذیل ھیں ۔ کتب ادب و تراجم میں مشہور تصانیف :

,,الکتيبة الكامنة ،، اور التاج المحلى فى مساجلة القدح المعلى . الدّرر الفاخرة واللّحج الزّاخرة ۔ جيش التوشيح ۔ عائد الصلة ۔ السّحر والشعر ۔

کتب تاریخ :

نفاضة الجراب فى علالة الاغتراب ۔ الاحاطة فى أخبار غرناطة ۔ رقم الحلل فى نظم الدول ۔ كناسة الدّكان بعد انتقال السكان ۔ اعمال الأعلام فى من بويع قبل الاحتلام من ملوك الاسلام اللمحة البدرية فى الدّولة النصرانية ۔

کتب جغرافیہ :

معيار الاختيار فى ذكر المشاهد والآثار . خطرة الطيف فى رحلة الشتاء والصيف .

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کتب سیاست :

الاشارة الی ادب الوزارة اور بستان الدول معروف هیں ۔

کتب طب :

عمل من طب لمن حبّ اور المسائل الطبیة اور الیوسعی فی الطب ، رسالة تکوین الجنین الرجز فی عمل الترياق ، الوصول لحفظ الصحة فی الفصول اور رجز الاغذیة اهم تصانیف هیں ۔

اپنے اوپر تہمت الحاد کے بارے میں ,,خلع الرّس فی امر القاضی أبی الحسن ,, لکھی ۔

یه سوال پیدا هو سکتا ہے که ابن الخطیب نے وزارت وسیاست کے ساتھ اتنا عظیم علمی کارنامه کیسے انجام دیا ۔ تو اس کا جواب یه ہے که ابن الخطیب رت جگے کی بیماری کی وجه سے رات کو تصنیف و تالیف کا کام کرتے تھے اور دن کو امور مملکت و نظام سلطنت چلاتے تھے اسی لئے ذو الوزارتین کے ساتھ ساتھ ان کا لقب ذو العمرین (دو عمروں والا) بھی ہے (١٦) ۔

الکتیبة الکامنة :

الکتیبة الکامنة ابن الخطیب کی عظیم ادبی تالیف ہے ۔ جو ایک سو تین شعرا کے تذکرہ پر مشتمل ہے ۔ یه تصنیف ابن الخطیب نے ۷۷۴ھ میں مراکش فاس میں لکھی ، جب وہ ترک وزارت کرکے مراکش میں مقیم تھے ۔

ابن الخطیب نے کتاب کو چار اجزا میں تقسیم کیا ہے ۔

پہلا جز ان شعراء کے لئے مخصوص ہے ۔ جو خطباء و فصحاء اور صوفیاء وصلحا کے درجه میں هیں ۔ ان کی تعداد انیس ہے ۔

دوسرا جز طبقة المقرئین والمدرسین والممهدین لقواعد المعارف والموسّسین کا ہے ۔ یعنی طلبه و اساتذہ کا گروہ جو مشق سخن کرتا تھا ۔ ان کی تعداد گیارہ ہے ۔

تیسرا جز قاضیوں کے لئے مخصوص ہے ۔ طبقة القضاة اولی الخلال المرتضاة ۔ ان کی تعداد چوبیس ہے ۔

چوتھا اور آخری طبقه طبقة من خدم أبـواب الامـراء من الكتـاب والشعراء کا ہے۔ یعنی امرائے سلطنت کے خدام مصنفوں اور شاعروں کا گروہ ۔ اس قسم کے شعراءکی تعداد انچاس ہے۔

ابن الخطیب ہر شاعر کا تذکرہ تین سے پانچ صفحات کے درمیان کرتا ہے۔ تذکرہ میں القابات وخطابات اور مبالغه آرائی سے گریز کرتے ہوئے موضوعی انداز تحریر اختیار کیا گیا ہے۔ البته کہیں کہیں دامن احتیاط چھوٹ جاتا ہے۔ بالخصوص ان لوگوں کے تذکرہ میں جن سے ابن الخطیب کو ذاتی طور پر تکلیفیں پہنچیں ۔ قاضی نباهی کا تذکرہ اس کی نمایاں مثال ہے۔ یہ کتاب صرف آٹھویں صدی هجری کے شعراء کے تذکرہ پر مبنی نہیں ہے۔ جیسا که کتاب کے نام سے ظاہر ہے۔ بلکه اس میں ان تمام ادباء و شعراءکا تذکرہ ہے۔ جن سے ابن الخطیب کی ملاقات ہوئی ۔

المقری اور نفح الطيب :

کتاب کا مکمل نام ,,نفح الطيب من غصن الاندلس الرطيب وذكر وزيرها لسان الدين الخطيب ،، ہے ۔ ابو العباس احمد بن محمد بن أحمد المقرى التلمسانی الفاسی القاهری هیں ۔ المقری آبائی گاؤں کی طرف نسبت ہے۔ مقر شمالی افریقه میں تلمسان کا ایک گاؤں تھا جو مؤلف کا مولد ہے۔ جہاں اس نے پرورش پائی ۔ اور علم حدیث حاصل کیا ۔ المقري کی ذات مشرق و مغرب کے علوم کا سنگم تھی ۔ کیونکه مقری نے علم کی طلب میں اور اهل علم سے ملاقات کے لئے کئی ملکوں کی خاک چھانی ۔ دو مرتبه فاس اور دمشق کا سفر کیا ۔ پھر قاهره میں اقامت اختیار کی ۔ جہاں ۱۰۴۱ ھ میں انتقال کیا ۔

نفح الطیب کے علاوہ المقری کی درج ذیل کتب قابل ذکر هیں :

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ازهار الرياض فی أخبار القاضی عياض ـ
اضاءة الدّجنة فی عقائد اهل السنة ـ
الدّر الثمين فی اسماء الهادی الامين .
قطف المهتصر فی أخبار البشر .
عرف انشق فی أخبار دمشق .
الغث والسمين والرث والثمين .
روض الآس العاطر الانفاس فی ذكر من لقيه من اعلام مراكش وفاس.
ازهار الكمامة .
حاشية علی شرح امّ البراهين .
اتحاف المغری فی تكميل شرح الصغری .
كتاب البدأة وانشأة .
فتح المتعال (فی وصف نعال النبی صلی الله عليه وسلم) .

نفح الطيب :

ابو العباس المقری ابن الخطيب کی شخصيت سے بہت متأثر تھا۔ وہ اس کی شاعری کا شیدا، اور اس کے علم و فکر کا امین تھا ـ اس کے ساتھ ساتھ اسے اندلس کی تاریخ ، اس کے طبعی مناظر، اور اس کے بلند مرتبہ علماء سے گہری عقیدت تھی ـ جب مقری دمشق پہنچے تو دمشق کے مشہور ادیب ، صاحب سیف و قلم احمد بن شاهين الشاهينی نے ان سے اصرار کیا کہ وہ ابن الخطیب کی شخصیت اور علمی کارناموں پر کتاب لکھیں ـ یہ اصرار اتنا بڑھا کہ مقری نے شاهينی سے وعدہ کر لیا کہ وہ ضرور ان کی خواهش پورا کریں گے ـ چنانچہ ۱۰۳۹ ھ میں انہوں نے نہایت عزم و استقامت کے ساتھ اس تالیف کا آغاز کیا ـ اور اس کا عنوان رکھا ـ ,,عرف الطيب فی التعريف بالوزير ابن الخطيب ،، پھر خیال آیا کہ اس تالیف کو صرف

ابن الخطیب کے ذکر تک محدود نہ کیا جائے بلکہ اسے اندلسی تراث کا موسوعہ (انسائیکلوپیڈیا) بنا دیا جائے ۔ جو اندلس کی تاریخ ، سیاسی نشیب و فراز ، جغرافیاء علمی و ادبی تذکروں اور جنگی فتوحات و ہزیمتوں کا مستند ریکارڈ ہو ۔ موضوعات کے اس تنوع اور وسعت کی بنا پر مؤلف نے نام پر نظرثانی کرتے ہوئے اس کا نام ,,نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب و ذکر و زیرھا لسان الدین ابن الخطیب ،، رکھا ۔

مصنف نے کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ۔ پہلا حصہ آٹھ ابواب پر مشتمل ہے ۔ یہ آٹھوں ابواب اندلس اور اس کی سرزمین کے محاسن ، اسلام کی آمد اور وہاں کے معاشرے پر اس کے اثرات ، خلافت امویہ ، قرطبہ وجامع قرطبہ زہرا الناصریہ اور زاھرہ العامریہ کے تذکروں پر مشتمل ہے ۔ اس حصہ میں مقری نے ان اندلسی شخصیتوں کا بھی ذکر کیا ہے ۔ جنھوں نے مشرق کی طرف کوچ کیا اور اپنے کمال علم و ثقافت سے لوگوں کو مستفید کیا ۔ ابوبکر بن زھر اور یحیی الغزال جیسے لوگ اس گروہ میں داخل ھیں ۔ اسی طرح سے جو اھل علم مشرق سے اندلس وارد ہوئے ۔ اور انھوں نے عظیم علمی و فنی خدمات انجام دیں ان کا ذکر بھی اسی حصہ میں ہے ۔ ابو علی القالی ، زریاب المغنی اور خود خلیفہ عبدالرحمن الداخل اس کی نمایاں مثالیں ھیں ۔

کتاب کا دوسرا حصہ جو کہ کتاب کا اصل مقصود و مطلوب ہے ۔ لسان الدین الخطیب کے حالات پر مشتمل ہے ۔ اس میں ابن الخطیب کا مولد ، مذھب وثقافت ، منصب وسفارت ، شعر وادب ، تلامذہ و مریدین ، دوست احباب ، تصانیف و تالیفات ، دشمن اور ان کی سازشوں غرض یہ کہ ابن الخطیب کی زندگی کے تمام گوشوں سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بحث کی گئی ہے۔ کتاب کا مقدمہ ادب کا اعلی نمونہ ہے۔ جس میں (برّ وبحر میں) اندلس سے مصر کے سفروں کا مسجّع تذکرہ ہے۔ خوبصورت کشتیوں کی دلآویزی کا ذکر ہے۔ جب وہ روئے آب پر سبک خرام ہوتی ہیں ـ پھر بلاخیز موجوں سے الجھتی ہیں ـ اور سرکش ہواؤں کا مقابلہ کرتی ہیں ـ یہ سارے مناظر مقری کے اعلی ادبی ذوق کے شاھد ہیں ـ ادبی شہ پارہ ہونے کے ساتھ ساتھ مصادر کا ذکر کتاب کی فنی قدر و قیمت کو بڑھا دیتے ہیں ـ مقری چونکہ محدث ہیں اس لئے وہ ادبی و شعری روایت کے بیان میں اصول حدیث کے معیار پیش نظر رکھتے ہیں ـ وہ ہر ادبی تذکرہ کی تہہ تک پہنچتے ہیں اور ہر شعر کے اصل مآخذ تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ نفح الطیب میں اندلس کے متعدد تاریخی و ادبی مصادر جمع ہو گئے ہیں ـ ان میں وہ مصادر بھی ہیں جو گردش ایام کی نذر ہو گئے اور ان تک ہماری رسائی کا ذریعہ صرف نفح الطیب ھی ہے (۱۷) ـ

یہ اندلس کے بنیادی ادبی مصادر کا مختصر جائزہ تھا ـ کتب تاریخ نے اندلسی ادب کی جو خدمت کی یا مشارقہ (غیر اندلسیوں) نے اندلسیات کے میدان میں جو کارھائے نمایاں انجام دیئے وہ ایک علیحدہ مبسوط مقالہ کے متقاضی ہیں ـ جو کسی آئندہ موقع کے لئے مؤخر کیا جاتا ہے ـ

فہرست مصادر و حواشی

۱ ـ مصطفی شکعة ، ڈاکٹر : مناهج التالیف عند العلماء العرب (قسم الادب) ، (دار العلم للملایین ، بیروت) ، ۱۹۷۳ء ، ص ٦١٥ .

۲ ـ ابن الفرضی ، الحافظ ابوالولید عبدالله بن محمد بن یوسف الازدی : تاریخ العلماء والرواة للعلم بالاندلس (مکتبة الخانجی ـ القاهرة) ، ۱۹۵۳ء ، ص ۷۸ .

٣ ـ ابن عبد ربه الاندلسى ، شهاب الدين احمد: العقد الفريد ، (مطبعة كاغذ خانه) ، ١٢٩٣ هـ .
٤ ـ مصطفى شكعة : مناهج التاليف عند العلماء العرب ، ص ٦١٩ .
٥ ـ ابو الحسن على بن بسّام الشنترينى : الذخيرة فى محاسن اهل الجزيرة (لجنة التاليف والترجمة والنشر ـ القاهرة) ، ١٩٣٩ء ، ابن الفرضى كا تفصيلى تذكره ملاحظه هو ، ص ١٣٠ .
٦ ـ مصطفى شكعة : مناهج التاليف عند العلماء العرب ، ص ٦٢١ .
٧ ـ احمد امين : ظهر الاسلام (الجزء الثالث) ، (مطبعة لجنة التاليف والترجمة والنشر) ، ١٩٥٣ء ، ص ٢٨٣ .
٨ ـ مصطفى شكعة : مناهج التاليف عند العلماء العرب ، ص ٦٣٣ .
٩ ـ ابن بسّام : الذخيرة فى محاسن اهل الجزيرة ، آخرى باب .
١٠ ـ مصطفى شكعة : مناهج التاليف عند العرب ، ص ٦٣٤ .
١١ ـ احمد امين : ظهر الاسلام (الجزء الثالث) ص ٢٨٤ .
١٢ ـ المقرى ، الشيخ احمد بن محمد المقرى التلمسانى : نفح الطيب من غصن الاندلس الرطيب (دار صادر ، بيروت) ١٩٦٨ء ، ص ٢٢٥ ، ج ١ .
١٣ ـ مصطفى شكعة : مناهج التاليف عند العلماء العرب ، ص ٦٦٦ .
١٤ ـ نفس المصدر : ص ٦٧٩ .
١٥ ـ نفس المصدر : ص ٦٨٤ .
١٦ ـ نفس المصدر : ٦٨٧ .
١٧ ـ المقرى ، نفح الطيب من غصن الاندلس الرطيب (دار صادر بيروت ، ١٩٦٨ء) .

★★★

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

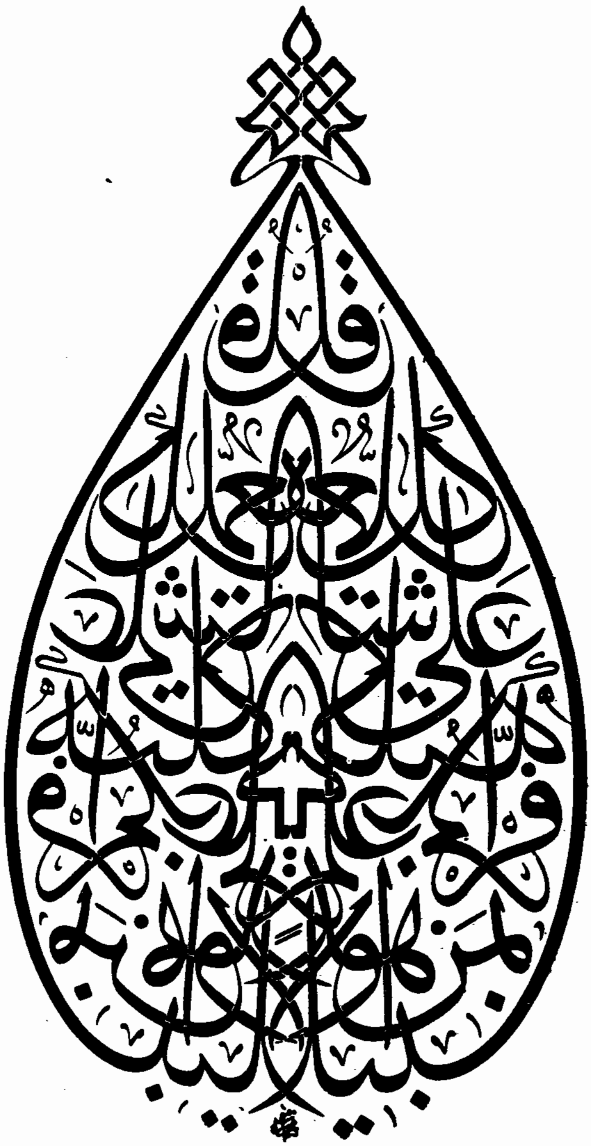

نموذج من الكتابة الثلثيــة المصنعة ، كتبها الاستاذ الخطاط محمد شفيق في (اولو جامع) بمدينة بورسه ، نصها : قل كل يعمل على شــاكلته فربكم اعلم بمن هو اهو سبيلا . عن (گوزل صنعتلر) .